میثاق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد دلایا گیا ہے اُس سے مراد اور جو میثاق بھی ہو، بہر حال کسی آنے والے نبی پر ایمان لانے کا میثاق تو ہر گز نہیں ہو سکتا۔ دیکھ لیجیے، آیت زیر بحث سے قادیانیوں کے بیان کردہ معنی لینے کے لیے یہی تین دلیلیں ہو سکتی تھیں، اور یہاں ان میں سے ہر دلیل ان کے مدعا کے لیے غیر مفید، بلکہ الٹی ان کے مدعا کے خلاف ہے۔ اب اگر ان کے پاس کوئی چوتھی دلیل ہو تو وہ ان سے دریافت کیجیے، اور ان تینوں دلیلوں کا جواب بھی ان سے لیجیے۔ ورنہ یہ ماننے کے سوا چارہ نہیں کہ اس آیت سے جو معنی انہوں نے نکالے ہیں وہ یا تو جہالت کی بنا پر نکالے ہیں، یا پھر خدا سے بےخوف ہو کر خلق خدا کو گمراہ کرنے کے لیے نکالے ہیں۔ بہر حال ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اگر مرزا صاحب نبی تھے تو آخر کیا معاملہ ہے کہ ابھی ان کے صحابہ کا دور بھی ختم نہیں ہوا ہے اور ان کی ساری امت اس وقت تابعین اور تبع تابعین پر مشتمل ہے، اور پھر حال یہ ہے کہ کتاب اللہ سے ان کی امت میں علی الاعلان ایسے غلط استدلال کیے جاتے ہیں اور پوری امت میں سے ایک آواز بھی اس جہالت یا ناخدا ترسی کے خلاف بلند نہیں ہوتی۔

گناہ و توبہ ——— زنانہ درسگاہوں میں جنسی باتیں

سوال:- تحریک اسلامی کا لٹریچر زیر مطالعہ ہے۔ آپ نے جس واضح طریق سے احکام الٰہی و دیگر حقائق قرآنی سے عوام کو روشناس کرانے کی کوشش کی ہے، اس سے میں بہت متاثر ہو چکا ہوں۔ اب مجھے دینی زندگی کے بارے میں چند مسائل میں آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔

میں نے ایسے ماحول میں پرورش پائی ہے جہاں اٹھنے بیٹھنے کے آداب سے لے کر زندگی کے عظیم ترین مسائل تک شریعت کی پابندی ہوتی رہی ہے اور اب میں ایک کالج میں تعلیم پا رہا ہوں۔ ماحول کی اچانک تبدیلی اور اس کے فوری اثر نے مجھے عجیب کشمکش میں مبتلا کر دیا ہے۔ بعض غیر اسلامی حرکات مجھ سے سرزد ہو گئی ہیں، لیکن ان کے سرزد ہونے پر ضمیر نے ——— جو اب تک زندہ ہے ——— ملامت کی بوچھاڑ کر دی۔ پورے اہتمام سے توبہ کی اور غفور الرحیم سے عفو کا طالب ہوا، مگر بے اطمینانی بدستور رہی۔ ستم یہ کہ کچھ اثر ڈالنے والوں کے اصرار اور شیطانی غلبے کے تحت پھر ویسی ہی حرکت سرزد ہو گئی۔ توبہ توڑنے پر پھر پشیمانی ہوئی اور خدا کے حضور حاضر ہو کر پھر عفو کا طلبگار ہوا۔ دل بدستور غیر مطمئن ہے۔ بار بار

یہی خیال آتا ہے کہ میرا گناہ نہ جانے معاف ہو گا یا نہیں۔ یوں اپنی حد تک عملی اصلاح بھی کر لی ہے اور بظاہر اس غلطی کے دوہرانے کی اب کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ خدا سے بار بار دعا کرنے کے باوجود دل میں یہ چیز بیٹھ سی گئی ہے کہ میں نے چونکہ توبہ کر کے پھر جرم کیا ہے اس لیے خدا مجھے اس کا عذاب دے گا۔

آپ اس بارے میں اپنی ہدایت سے سرفراز فرمائیں کہ میں اپنے گناہ اور توبہ توڑنے کا کفارہ کس صورت میں ادا کروں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور سے میری معافی ہو جائے اور ضمیر کی ملامت سے مجھے نجات مل جائے؟

دوسرا اصل طلب مسئلہ یہ ہے کہ ان دنوں زنانہ کالجوں کی مسموم فضا نے لڑکیوں میں عجیب و باتیں پھیلا رکھی ہیں۔ بالعموم دو لڑکیوں کی دوستی خلوص اور محبت کی حدود پار کر کے "جنسی ربط" کی صورت اختیار کر جاتی ہے۔ اس طرح کے تعلق کا آغاز تو معصوم سا ہوتا ہے لیکن آگے چل کر یہ انتہائی گندی حالت کو جا پہنچتا ہے۔ شرعاً یہ چیز کس درجے کا گناہ ہے، کبیرہ یا صغیرہ؟

جواب: گناہ کا علاج توبہ و اصلاح ہے۔ توبہ کر کے آدمی خواہ کتنی ہی بار توڑے، پھر توبہ کرنی چاہیے اور پھر اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے ایک آدمی کسی بلند پہاڑی راستے پر چلتے ہوئے خواہ کتنی ہی بار پھسل پھسل کر گرتا ہے، اسے ہر بار گرنے کے بعد اٹھنے اور اوپر چڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اس امر کا اہتمام کرنا چاہیے کہ پھر کبھی نہ پھسلے۔ جو شخص پھسل کر پھر نہ اٹھے اور پستی ہی میں پڑا رہے وہ تو ضرور بُرا انجام دیکھے گا۔ مگر جو گر کر اٹھ جائے اور لغزشوں کے باوجود آخر کار سیدھی راہ پر ثابت قدم ہو جائے اسے اللہ تعالیٰ فائز المرام ہونے سے محروم نہ رکھے گا اور اس کی لغزشوں پر گرفت نہ فرمائے گا۔ آپ کے قلب میں اپنی لغزشوں پر ندامت و شرمساری کا احساس تو ضرور رہنا چاہیے، اور عمر بھر اپنے رب سے معافی ضرور مانگتے رہنا چاہیے، لیکن یہ شرمساری کبھی یہ شکل اختیار نہ کرنے پائے کہ آپ اپنے رب کی رحمت سے مایوس ہونے لگیں اور یہ خیال کرنے لگیں کہ توبہ و اصلاح کے باوجود وہ آپ کو معاف نہ کرے گا۔ کیونکہ اس طرح کی مایوسی اللہ تعالیٰ سے بدگمانی ہے اور اس میں یہ خطرہ بھی ہے کہ جب آدمی کو سزا سے بچنے کی امید نہ رہے گی تو شیطان اسے دھوکا دے کر گناہ کے چکر میں بآسانی پھانس لے گا۔

آپ کے دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ مرد اور مرد کی جنسی محبت جتنا بڑا گناہ ہے، عورت اور عورت کی جنسی محبت بھی اتنا ہی بڑا گناہ ہے۔ اخلاقی حیثیت سے ان دونوں برائیوں میں نوعیت کا فرق ہے اور نہ درجے کا